انگریزی داں طبقہ کی ذہنی سطح کی رعایت رکھی گئی ہے۔

دراصل یہ انگریزی میں بامحاورہ ترجمہ ہے جس میں قرآن کے پیغام کو آسان سے آسان انداز میں قارئین تک پہنچانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسی لیے پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کے خیال میں اسے خاص اصطلاحی معنوں میں ترجمہ نہیں کہا جاسکتا۔

اس انگریزی ترجمہ میں قرآن کا عربی متن نہیں دیا گیا ہے، صرف انگریزی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ہر آیت کا نمروار الگ الگ سطر میں ترجمہ مرتب کیا گیا ہے اور نیچے حواشی کی صورت میں حسب ضرورت مختصر تشریحی نوٹس دیے گئے ہیں اور ان کے نمبرات مسلسل ہیں۔ کتاب کے شروع میں مقدمہ بھی ہے جس میں انگریزی میں اس نئے ترجمہ قرآن کے اسباب بیان کیے گئے ہیں اور معروف انگریزی مترجمین کے نام ذکر کرنے کے علاوہ ان کے تراجم کا ناقدانہ جائزہ جامع اور مختصر انداز میں پیش کیا ہے۔ قرآنی ''سورۃ'' کا مفہوم اور سورتوں کے نام کی نوعیت بھی اس میں واضح کی گئی ہے۔ آخر میں ترجمہ میں مذکور مخصوص الفاظ، قرآنی اصطلاحات، شخصیات و مقامات کا مشترک اشاریہ بھی مندرج ہے۔ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے لیے فہم قرآن کو آسان بنانے کے لیے یہ ایک قابل قدر کوشش ہے۔ امید کہ اس کے مخاطبین اس سے مستفیض ہوں گے۔

نام کتاب : قرآن مجید کا طریقہ تدریس
مرتب : محمد عمر اسلم اصلاحی
ناشر : البلاغ پبلیکیشنز N-1 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵
سن اشاعت: ۲۰۱۳ء
صفحات : ۴۶
قیمت : ۳۶ روپے

اساتذہ کو قرآن کریم کی تدریس کے وقت مختلف قسم کی دقتوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ اسی کے پیش نظر مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی (استاد تفسیر مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر،

اعظم گڑھ) نے یہ مختصر کتاب تصنیف کی جس میں انھوں نے قرآن کریم کے صحیح طریقۂ تدریس کوواضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے مصنف گرامی نے قرآن کریم کی بنیادی خصوصیات سے قرآنی آیات کی روشنی میں بحث کی ہے۔ اس کے بعد اختصار کے ساتھ عہد نبوی ﷺ سے لے کر صحابہ کرام اور اس کے بعد کے ادوار میں تدریس قرآن کے منہاج کا جائزہ لیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان اولین ادوار میں تدریس قرآن کا جو منہاج رائج تھا بعد کے دور میں اس میں کافی تبدیلی پیدا ہوگئی، اسلامی درس گاہوں میں تدریس قرآن کا وہ رنگ باقی نہیں رہا جو عہد صحابہ میں تھا۔ ان میں فہم قرآن کے لیے اسوۂ نبوی ﷺ اور کلام عرب سے استشہاد کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی جو عہد صحابہ تک تھی۔ بعد میں ان کی جگہ احادیث و آثار نے لے لی اور کم و بیش یہی منہاجِ تدریس شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے زمانے تک قائم رہا۔ مزید برآں اس کتاب میں تدریس قرآن کے مطلوبہ منہاج پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اس ضمن میں علمی و تحقیقی منہاج، مفردات کی تحقیق، اسالیب پر نظر، تاویل آیات کے اصول پر نظر، نظم کلام کی رعایت، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالاحادیث والآثار، قدیم آسمانی صحیفوں سے استدلال، عرب کے جغرافیہ اور تاریخ پر نظر، تعلیمی و تذکیری منہاج جیسے ذیلی عناوین کے تحت تدریس میں ان کی اہمیت و افادیت مختصراً واضح کی گئی ہے اور طریقہ تدریس میں تذکیر کے پہلو کو کافی نمایاں کیا ہے، مصنف نے اس بحث میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ اس طریقہ تدریس کے مطابق تدریس کو ثمر آور اور مفید بنانے کے لیے اساتذہ کا باکردار ہونا ضروری ہے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر مدرس باکردار ہو تو قرآنی تعلیمات طلبہ پر جادو کا اثر کرتی ہیں، لیکن اگر مدرس کا کردار صحیح نہیں ہے تو طلبہ باکردار نہیں ہوسکتے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کی تدریس میں جہاں علمی و تحقیقی منہاج کو اہمیت حاصل ہو وہیں تذکیری و تربیتی پہلو کو بھی اہمیت دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ مدرسِ قرآن کی عملی زندگی بھی ان قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ یہ کتاب قرآن مجید کے طریقۂ تدریس کے باب میں رہنما خطوط فراہم کرتی ہے۔